سعدیہ عابد

مکمل ناول

عید کا چاند

''محبت انسان کو بہت بے بس کر دیتی ہے' میں جو دکھ کے مفہوم سے ناآشنا تھی' خوشیوں کے ہنڈولے میں بڑی بےفکری سے جھولا کرتی تھی' صرف ایک محبت نے مجھ سے سب خوشیاں چھین کر میرے گرد دکھوں کا حصار باندھ دیا

ہے' آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ محبت اتنی تکلیف دہ تو نہیں ہوتی کہ کسی سے جینے کا احساس چھین کر مایوسی کا اتھاہ سمندر عطا کرے۔

روشنیوں سے ڈر محسوس ہوا اور مطمئن لوگ محو حیرت کر دیں' محبت تو بہت خوبصورت احساس ہوتا ہے جس کی دھیمی دھیمی مدھر آنچ اتنے پیار سے جلاتی ہے کہ تکلیف بھی راحت محسوس ہوتی ہے' اور بندہ اپنی ہی لگائی آگ میں بخوشی جلتا رہتا ہے' اور میں بھی تو برسوں سے اپنی ہی لگائی آگ میں جل رہی ہوں' اور یہ جلن راحت سے کب بے سکونی میں بدلی محسوس ہی نہ ہوا' جس شخص کو میں نے حاصل محبت جانا وہی اس چند حرفی لفظوں سے میرا ایمان اٹھا دینے کا سبب بنا اور دھیمی دھیمی کسک نے اذیت کا جو روپ دھارا شناسائیاں مقدر بن گئیں' اور اب میں اپنی تنہائی و اکیلے پن سے ڈرنے لگی ہوں یوں تو میرے گرد بہت سے رشتے ہیں مگر میں اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی بہت تنہا ہوں کیونکہ ایک شخص کی محبت میں' میں اتنی آگے بڑھی کہ خود کو ہر رشتے کی لذت سے ہی دور کر گئی میں اب تھکنے لگی ہوں یہ تھکن جو میرے وجود کا حصہ بن گئی ہے میں اس سے چھٹکارا پانا چاہتی ہوں مگر اس احساس سے میں نکل نہیں پا رہی' زندگی کی

بھی اب تو چند سانسیں بچی ہیں اور میری ہر سانس محبت کے دکھ میں جکڑی ہے جس سے نجات ملنا مجھے ناممکن سا لگتا ہے اسی لئے مجھے صرف ایک سامع چاہیے جو میری کتھا خاموش سے سن لے تا کہ میرے اندر کی تکلیف لفظوں کی صورت بہہ جائے کیونکہ یہی ایک راستہ ہے جو نظر آتا ہے"۔

ارزم خیری کے ہاتھوں میں شنیل کے نیلے رنگ کی ڈائری تھی اس کی بیوی کا ماضی رقم تھا اور وہ صفحہ پر صفحہ پلٹتا اپنی بیوی کے ماضی سے آشنائی حاصل کرنے لگا تھا جس میں شامل ہو کر بھی وہ اس سے دوری قائم کیے ہوئے تھا۔

☆☆☆

"ایکسکیوزمی ...... یہاں آپ نہیں بیٹھ سکتیں' یہ جگہ میرے اور میرے دوستوں کے لئے مخصوص ہے"۔ گھمبیر آواز میں نزل خیری نے نگاہ اٹھائی تھی اور کلف لگے سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس ارزم عثمانی پر پڑتے ہی ساکت رہ گئی تھی وہ اس کی یہاں موجودگی کو ایکسپیٹ نہیں کر رہی تھی اسے وہ یک ٹک دیکھ رہی تھی۔

"ارے ...... ہیلو ...... !میں نے یہاں سے اٹھنے کو کہا ہے' نہ کہ خود کو دیکھنے کے لئے"۔ اس کے لہجے میں احساس تفاخر در آیا تھا وہ کافی وجیہہ شخصیت کا حامل تھا' گوری رنگت (جس میں سرخیاں نمایاں تھیں) گہری سیاہ آنکھیں' بھرے بھرے عنابی ہونٹ' گھنیری مونچھیں اور لانبی ستواں ناک' وہ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکوں کو بھی اپنی جانب متوجہ کر لیتا تھا' اور یہ بات اس کے لئے کسی فخر سے کم نہ تھی' نزل اس کے کہنے پر بری طرح چونکی تھی اور خاموشی سے وہاں سے اٹھ آئی تھی جبکہ اس کی دوست فروا اس کے خاموشی سے اٹھ جانے پر کافی حیران رہ گئی تھی۔

"آئی ڈونٹ بلیوات' نزل خیری! اتنی خاموشی سے چلی آئی' مجھے تو لگا تھا کہ اس لڑکے کو کوئی اور جگہ بیٹھنے کے لئے تلاشنا پڑے گی"۔ وہ جواب دیے بنا محض مسکرا کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

"اہل! اجانتی ہو آج یونیورسٹی میں' میں کس سے ملی ......؟"

"تم بتاؤ گی تو ضرور جان جاؤں گی' ورنہ مجھے الہام تو آتے نہیں ہیں"۔

"اندازہ تو لگا سکتی ہو ......؟"

"ماریہ یا پھر حفصی ......" اہل نے اس کی اسکول فرینڈز کا نام لیا تھا۔

"نہیں یار ...... !وہ یہاں کہاں ...... حفصی کی شادی ہو گئی اور ماریہ کی فیملی انگلینڈ شفٹ ہو گئی ہے"۔

"اب بتانا ہے تو صاف بتاؤ' میں بزی ہوں' مجھے تنگ مت کرو"۔ اہل جھنجھلا کر بولی۔

"تم بزی نہیں ہو اہل! موومی دیکھ کر الٹا اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہو"۔ وہ چڑ کر بولی۔

"میں تمہیں منع نہیں کرتی تم بھی بقول تمہارے اپنا وقت مووی دیکھنے اور گانے سننے میں ضائع کر سکتی ہو' لیکن تمہیں خوابوں کی دنیا سے فرصت ملے تو کہیں اور ٹائم ایکسپینڈ کرو' اور میں ملی ہوں تمہارے ہسبینڈ سے وہ اتنا خاص نہیں ہے کہ تم اس کے لئے بالکل ہی دیوانی بنی رہو"۔

"وہ کتنا خاص ہے' تم کیا جانو جب میں نے آج ارزم کو تصویر کی بجائے ریئلٹی میں دیکھا تو میری نگاہ پلٹنے سے ہی انکاری ہو گئی اہل! وہ تو تصویر سے بھی زیادہ ہینڈسم اور چارمنگ ہے اور تم نے تو اسے دیکھا ہے' کبھی مجھے بتایا ہی نہیں کہ ارزم اتنے زیادہ گڈ لکنگ ......"

"ارزم نامہ بند کر کے یہاں سے جاؤ"۔ وہ تنگ گئی تھی۔

"اہل' پلیز! صرف 2 منٹ مجھ سے بات ......"

"مووی کا اینڈ چل رہا ہے' اس لئے بعد میں"۔

"پلیز اہل! مووی تو تم بعد میں بھی دیکھ سکتی ہو"۔ اس نے لجاجت سے کہتے ہوئے ٹی وی ہی بند کر دیا تھا اور وہ اسے گھورتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی جو اس بات کی جانب اشارہ تھا کہ وہ ارزم نامہ سننے کو تیار ہے۔

"یار اہل! میں نے تو آج سے کئی سال پہلے ارزم کی تصویر دیکھی تھی اور ایک لمحہ نہیں لگا ارزم کو پہچاننے میں' مگر اس کی آنکھوں میں میرے لئے شناسائی کی ہلکی سی بھی رمق نہ تھی' کیا ارزم نے میری ایک تصویر تک نہیں دیکھی"۔

"اس نے ضرورت نہیں سمجھی ہوگی' اس نے یہی سوچا ہوگا کہ نزل میری جاگیر ہے' اس پر حق رکھتا ہوں جب رخصت ہو کر آئے گی اکٹھا ہی دیکھ لوں گا' ڈالنا تو اسے ایک کونے میں ہی ہے"۔ اہل بولی۔

"اللہ نہ کرے کہ میرے ساتھ ایسا کچھ ہو"۔

"میری بھی یہی دعا ہے' مگر میں تم سے زیادہ حقیقت پسند ہوں اور حقیقت یہی ہے کہ تمہارا اور ارزم کا کوئی جوڑ نہیں ہے' تم پڑھی لکھی ویل آف فیملی سے تعلق رکھتی ہو جبکہ ارزم کا تعلق تو دو ٹیپکل ٹائپ لوگوں سے ہے' اور جہاں تم ایڈجسٹ نہیں کر سکو گی' اس لئے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ بابا سے بات کر کے اپنا نکاح ختم کرو"۔

"اپنے مشورے اپنے پاس رکھو' میں نکاح ختم کرنا کبھی بھی نہیں چاہوں گی' تم سوچ بھی نہیں سکتیں اہل! کہ میں ارزم سے کتنی محبت کرتی ہوں"۔ وہ ایک جذب کے عالم میں بولی تھی اور اہل اس کی اسی بے خودی سے چڑتی تھی' ارزم کا نام آتے ہی اس کا چہرے کا رنگ بدل جانا' لبوں پر مسکراہٹ بکھر جانا' اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"میں جاننا بھی نہیں چاہتی کہ تم اس سے کتنی محبت کرتی ہو' تم جو باتیں کرتی ہو وہ صرف افسانوں میں ہی اچھی لگتی ہیں' حقیقت ان کے برعکس ہے' جو باتیں اور برائیاں تم محبت کا راگ الاپتے ہوئے دیکھنے سے قاصر ہو جب محبت کا بھوت عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی اترے گا نا تو پوچھوں گی کہ کتنی محبت تھی اسی لئے کہتی ہوں وقت کے چلتے ہوش کی دنیا میں لوٹ آؤ۔ ارزم اور اس کی فیملی کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ بہت مشکل ہے"۔ اہل سمجھاتے ہوئے بولی۔

"مشکل ہے ناممکن تو نہیں ہے' اور میں ایڈجسٹ کر لوں گی' ارزم کی فیملی پڑھی لکھی نہیں ہے تو کیا ہوا خود ارزم تو ایجوکیٹڈ ہے"۔

"صرف نام کو اور دنیا دکھاوے کے لئے' کیونکہ جن کا بیک گراؤنڈ اچھا نہ ہو ان سے اچھائی کی صرف ایک فیصد امید ہوتی ہے اور خاص کر انہیں جنہیں گھٹی میں حاکمیت گھول کر پلائی جاتی ہے انہیں اپنے آگے کچھ دکھائی دیتا ہی نہیں ہے"۔

"میرے لئے امید کا ہونا ہی کافی ہے' کم یا زیادہ میرے نزدیک معنی نہیں رکھتا"۔ وہ جانے کے لئے اٹھ گئی تھی۔

"اور ایک بات اہل! تم اپنی سوچ بدلو اتنا نیگیٹو سوچنا بھی ٹھیک نہیں ہوتا"۔

"اور زیادہ مثبت سوچ رکھنا بھی غیر صحت مندی کی علامت ہے"۔ اس نے نزل کی بات کاٹی تھی اور دونوں میں ایک نئی بحث چھڑ گئی تھی ہمیشہ یہی ہوتا تھا دونوں بہنوں کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق تھا اور سوچوں کا یہ تصادم اکثر ہی ہوتا رہتا تھا۔ آفاق خیری کا تعلق متوسط طبقے سے تھا' مگر اپنی لگن اور انتھک کوششوں سے آج وہ شہر کے بہترین و مشہور صنعتکار تھے جبکہ آفاق خیری کے چھوٹے بھائی اشفاق خیری وقت کی دوڑ میں ان سے بہت پیچھے رہ گئے تھے' ان کا اپنا کپڑے کا کاروبار تھا لیکن تعلیم کی ان کی ہاں بہت کمی تھی' 4 بہن بھائیوں میں آفاق واحد پڑھے لکھے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ وقت کی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئے تھے' باقیوں کے پاس دولت تو بہت تھی مگر علم کی دولت سے نابلد تھے اہل اسی لئے اپنے خاندان والوں سے بہت چڑتی تھی' ہر چیز میں دولت کی نمائش۔ اشفاق خیری کی 3 بیٹیاں اور

2 بیٹے جن میں ارزم کا تیسرا نمبر تھا' 2 بہنیں ارزم سے بڑی تھیں' نزل اور ارزم کا نکاح آفاق خیری کی والدہ کی ایما پر بچپن میں ہی ہو گیا تھا' ارزم اس بات سے لاعلم جبکہ نزل نے ماں اور پھپھو کی بات سن لی تھی اس لئے یہ بات اس کے علم میں آ گئی آفاق خیری کے علاوہ باقی سب نواب شاہ میں رہتے تھے نزل کا ارزم سے نکاح ہو جانے کی وجہ سے وہ نواب شاہ کم جاتی تھی اسی لئے وہ ان لوگوں سے ڈھنگ سے واقف نہیں تھی اور ارزم کی بھی صرف تصویر دیکھی تھی جبکہ ارزم نے کبھی اپنی اس کزن کو دیکھا ہی نہیں تھا' جس کی ایک تصویر دیکھ کر ہی وہ اپنا دل ہار بیٹھی تھی۔

............☆☆☆............

''تم کس کو ڈھونڈ رہی ہو......؟''

''نہیں......'' اس نے چونک کر کہا تھا اور اس جگہ جہاں کل ارزم سے ملاقات ہوئی تھی ایک نگاہ ڈالتی آگے بڑھتی گئی تھی۔

''ارزم سے آج ملاقات ہو پائے گی بھی یا نہیں''۔

''تم اگر کل والے لڑکے کو ڈھونڈ رہی ہو تو' بے کار ہے' وہ یہاں سے ایم اے کر چکا ہے' مگر جب کبھی یونی آتا ہے اپنی مخصوص جگہ پر ہی بیٹھتا ہے' اسی لئے کل تمہیں اٹھنے کو کہا تھا' آج تم یہاں بیٹھ سکتی ہو''۔ نزل خیری نے ایک نگاہ اس لڑکی کو دیکھا تھا جو نہ جانے کون تھی اور کہہ کر رکی نہیں تھی اور وہ وہیں بیٹھ گئی تھی یہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ ارزم یہاں پڑھ نہیں رہا' پڑھ چکا ہے' مگر دوبارہ دیکھنے کی چاہ اتنی زیادہ تھی کہ وہ امید باندھ بیٹھی تھی۔

''اِل! میرے بارے میں شاید ٹھیک ہی کہتی ہے کہ میں حقیقت سے زیادہ خوابوں میں رہتی ہوں''۔ وہ اداسی سے گھاس نوچنے لگی تھی اور یہ جگہ اب اس کے لئے مخصوص ہو گئی تھی۔

............☆☆☆............

''آفاق! میں سوچ رہی تھی کہ ہم نزل کو بھی نوابشاہ لے جائیں گے' پہلے کی بات اور تھی' اب زمانہ بدل گیا ہے دونوں بچے مل کر فیصلہ کر لیں گے''۔ نزل کی ممی بولیں۔

''نزل کی وہ سسرال ہے اور یہ بات اماں کے ساتھ بھائی صاحب اور ان کی فیملی بھی پسند نہیں کرے گی''۔ وہ پرسوچ لہجے میں بولے۔

''مجھے لگتا ہے کہ ہم نے جلد بازی میں غلط فیصلہ کیا' ہماری نزل پڑھی لکھی سوفٹ نیچر لڑکی ہے اور بھائی صاحب کی فیملی کے ساتھ وہ ایڈجسٹ نہیں کر سکے گی''۔

''اماں کے فیصلے سے میں انحراف نہیں کر سکتا تھا' اور بے شک بھائی صاحب کی پوری فیملی ان سمیت پڑھی لکھی نہیں ہے مگر ارزم تو تعلیم یافتہ ہے' اس لئے تمہیں شکوک و شبہات میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے''۔ وہ مستحکم لہجے میں بولے۔

''میرے شبہات کچھ ایسے بھی غلط نہیں آفاق! آپ بھول گئے میں نے شادی کے بعد چھ سال کس قدر کٹھن گزارے ہیں' آپ سے محبت کی کتنی کڑی سزا پائی تھی' آپ کی ماں اور بھابی نے میرا جینا ہی دوبھر کر دیا تھا۔ شہر کی پڑھی لکھی تیز مزاج اور فیشن ایبل ہونے کا تمغہ تو روز میرے سر سجایا جاتا تھا' اور آپ کی بہنیں وہ بھی کسی سے کم پیچھے نہیں تھیں اور ایسا علم کی کمی کی وجہ سے تھا' اگر وہ پڑھی لکھی ہوتیں تو زیادہ نہیں کم از کم میری تعلیم کو تو برا نہیں سمجھتیں اور جیسا وقت میں نے گزارا میں نہیں چاہتی تھی کہ نزل اس دور سے گزرے اسی لئے میں نے اس رشتے کی مخالفت کی تھی مگر آپ نے کبھی نہ بیوی کے احساسات سمجھنے کی کوشش کی اور نہ بیٹی کے بارے میں ہی سوچنے کی زحمت کی''۔ کافی عرصے سے جمع غبار بالآخر نکل گیا تھا۔

''تم کیا چاہتی ہو نزمین! کہ میں اپنی ماں کی مخالفت کروں' ان کی حکم عدولی کروں تم سے محبت کی اور ماں کو شادی کے لئے منایا اور معمولی جھگڑے تو ہر گھر میں ہی ہوتے ہیں تم واحد نہیں تھیں جس نے ساس نندوں کے برے رویے سہے اور تم کہتی ہو کہ میں نے تمہارے احساسات کی کبھی پرواہ نہیں کی' یہ تمہاری ہی پرواہ تھی تو جو میں آبائی گھر اور ماں کو چھوڑ کر یہاں آباد ہو گیا' رہ گئی بات نزل کی تو یہ تم بھی جانتی ہو کہ میری ماں نے صرف لفظوں کی مار ہی تمہیں ماری ہے اور جب احساس ہوا تو اسے بھی ترک کر دیا میری بیٹی ان کی پوتی ہے اور وہ اسے زک نہیں پہنچائیں گی' اتنا تو مجھے یقین ہے اور جہاں تک تم نے ایڈجسٹ کر لیا تھا تو تمہاری بیٹی بھی سسرال میں ایڈجسٹ کر لے گی''۔ وہ پریقین تھے۔

''نزل آپ کی بھی کچھ لگتی ہے''۔ وہ خفا ہوئی تھیں۔

''بیٹیاں' ماں کا پرتو ہوتی' اس لحاظ سے کہا تھا ورنہ جانتا ہوں نزل میری بھی بیٹی ہے اور مجھے فخر ہے اپنی دونوں بچیوں پر اتنی نیک اور سعادت مند بیٹیاں پانے کے بعد تو اولادِ نرینہ ہونے کا غم بھی مجھے بھول گیا ہے''۔ آفاق فخری سچائی سے پُر لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''آپ نے ٹھیک کہا' خدا کے فضل سے ہماری دونوں ہی بچیاں بہت اچھی ہیں آپ مجھے بتائیں کہ نزل کو ساتھ لے کر جانا ہے یا میں اسے آپا کے گھر بھیج دوں''۔ وہ واپس نزل کے موضوع پر آ گئی تھیں۔

''نزل کو آپا کے گھر بھیج دینا ہی مناسب ہے کیونکہ نزل کا وہاں جانا اماں پسند نہیں کریں گی''۔

''اس کا تو مجھے بھی علم ہے' مگر میں سوچ رہی تھی کہ نزل نے ارزم کو کبھی نہیں دیکھا' وہ اس بہانے دیکھ لے گی اور ضروری تو نہیں کہ نزل بھائی صاحب کے گھر رکے' نزل اپنی پھپھو کے ہاں رہ جائے گی آپ اماں سے بات کر کے تو دیکھیں''۔ ان کا اصرار بڑھا۔

''اماں پھر بھی نہیں مانیں گی' مگر میں بات کر کے دیکھوں گا''۔ نواب شاہ میں ارزم کی بڑی بہن کی شادی تھی اور وہ نزل کو لے جانا چاہتی تھیں کیونکہ وہ کبھی نواب شاہ نہیں گئی تھی وہ لوگ جب بھی نواب شاہ جاتے تھے نزل کو آپا (نزمین کی بڑی بہن) کے گھر چھوڑ کر جاتے تھے۔ آفاق خیری نے ماں سے بات کی تو خود انہوں نے نزل کو ساتھ لانے کی بات کر دی' کیونکہ یہ خاندان کی پہلی شادی تھی' اس لئے وہ نزل کو بلا رہی تھیں' آفاق خیری تو حیران رہ گئے تھے مگر نزمین کافی خوش ہو گئی تھیں جبکہ نزل کی تو عجیب ہی حالت تھی' شرم و حیا کے غلبہ کے ساتھ سب سے ملنے اور نواب شاہ جانے کی بھی خوشی تھی۔

............☆☆☆............

''اِل! مجھے بتاؤ نا میں شادی میں کون سے کپڑے پہنوں مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا''۔ وہ حد درجہ کنفیوژ تھی۔

''نواب شاہ جانا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جو تم دیوانی ہوئی جا رہی ہو اور سچ بتاؤں تو وہاں کی شادی ایکدم بور ہو گی' دادی ماں ہنسنے پر تو اتنی پابندیاں لگاتی ہیں گانے اور ڈانس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مجھے تو لگتا ہے اس دفعہ عید بھی خراب ہو گی' اسی لئے میں نے تو سوچ لیا ہے کہ رمضان کے بعد جاؤں گی کیونکہ دادی اماں' ایک ایک نماز پڑھوائیں گی اور روزے بھی رکھوائیں گی اور تم تو جانتی ہو مجھ سے روزے نہیں رکھے جاتے''۔ اِل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الگ ہی داستان شروع کر دی تھی۔

''میں نے رات' بابا اور مما کی باتیں سنی تھیں' بابا کہہ رہے تھے کہ اس دفعہ ہم رمضان اور عید نواب شاہ میں کریں گے اور ایسا دادی ماں نے کہا ہے مجھے بھی تو دادی ماں نے ہی بلایا ہے ورنہ تو بابا لے جانا ہی نہیں چاہتے تھے' اور تم کچھ بھی کہو میں تو بہت ایکسائیٹڈ ہوں' سب کزنز سے ملوں گی' اپنے آبائی گھر کو دیکھوں گی کتنا مزا آئے گا''۔ وہ فل جوش میں تھی۔

"پر یہ کہنا تو تم بھول ہی گئیں کہ اپنے سیاں سے ملوں گی"۔

"میں بھولی نہیں تھی شرم بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے"۔ اہل کے تپ کے کہنے پر اس نے آنکھیں پٹپٹائی تھیں۔

"زہر سے بھی زیادہ بری لگ رہی ہو ایسی چھچھوری حرکتیں کرتیں"۔

"اہل! تم ان سب سے اتنا چڑتی کیوں ہو.....؟"

"اب تو تم جا ہی رہی ہو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا' مجھ سے دو چار دن گزارنا مشکل ہو جاتے ہیں اور اب پورا ڈیڑھ مہینہ مجھے تو سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے ہیں"۔

"ہر وقت ان بے چاروں کے پیچھے نہ پڑی رہا کرو اور میں تم سے کپڑوں کا پوچھنے آئی تھی اور تم"۔

"بہن میری تمہیں جلدی کیا ہے جب عید اور رمضان نواب شاہ میں کریں گے تو عید کی شاپنگ تو کریں گے ہی نا اور نواب شاہ جانے میں ابھی 15 دن ہیں سب ڈیسائیڈ ہو جائے گا اس لئے اب تم یہاں سے چلتی پھرتی نظر آؤ"۔

"تم میری بہن نہ ہوتیں نا اہل تو تم سے کبھی بات نہ کرتی"۔

"اچھا ایسا کیا کر دیا میں نے.....؟"

"ڈھنگ سے کبھی مجھ سے بات تک تو کرتی نہیں ہو ہر وقت میرا اور میرے سسرالیوں کا مذاق اڑاتی رہتی ہو"۔ اس کے آنسو بہنے لگے تھے جبکہ اہل تو پریشان ہو اٹھی تھی۔

"نزل پلیز! ڈونٹ کرائے یار میں تو مذاق....."

"مذاق ایک دفعہ ہوتا ہے اہل!" اس نے ہچکیوں کے درمیان اس کی بات کاٹ کر کہا تھا۔

"آئی ایم سو سوری نزل! میرا مقصد تمہارا مذاق اڑانا یا دل آزادی کرنا نہیں تھا وہ تو تم ارزم اور اس کے گھر والوں کی سائیڈ لیتے ہوئے اتنی معصوم لگتی ہو کہ میں جان کر تمہیں تنگ کرتی رہتی ہوں' آئی لو یو سوچ تم میری بہن ہو نزل! اور مجھے بہت عزیز ہو"۔ اہل جذباتی لہجے میں کہتی اس کے آنسو صاف کرنے لگی تھی جبکہ وہ تو کافی حیران ہوئی تھی کیونکہ اہل اس طرح اظہار کبھی نہیں کرتی تھی' وہ کافی روڈ اور بے پرواہ سی لگتی تھی مگر وہ اتنی محبت کرنے والی ہو گی وہ جان کر بھی نہیں جانتی تھی۔

"آئی لو یو ٹو اہل! اور اب شرافت سے بتاؤ کہ میں نواب شاہ کون کون سے کپڑے لے کر جاؤں وہاں ارزم بھی ہوں گے اور میں نہیں چاہتی کہ میرا کوئی برا امپریشن پڑے"۔ نزل نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بات کو وہیں پہنچا دیا تھا جہاں سے شروع ہوئی تھی۔

"تمہارا بھی جواب نہیں ہے نزل! مجھے خود تم غصہ دلاتی ہو اور پھر میں کچھ کہتی ہوں تو رونے بیٹھ جاتی ہو ارزم میں ایسے کوئی سرخاب کے پر بھی نہیں لگے جسے تم امپریس کرنا....."

"ارزم! کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہنا' سمجھیں اور ہو گی نا تمہاری جس سے شادی تو میں پوچھوں گی اس کے سرخاب کے پر لگے ہیں یا نہیں....."

"اول تو شادی کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے' دوئم یہ کہ اگر بالفرض کبھی شادی کروں گی تو اسے اتنا حواسوں پر سوار نہیں کروں گی اب تم اٹھو یہاں سے اور تیار ہو جاؤ' ہم شاپنگ پر چلتے ہیں"۔

"تھینک یو..... مائی سویٹ سسٹر! اور تم اپنے ان کو کتنا حواسوں پر سوار کرتی ہو' میں دیکھ لوں گی"۔ وہ اس کے گال پر چٹکی کاٹتے ہوئے اس کی گھوری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے اس کے کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ وہ گال سہلاتی رہ گئی تھی۔

..........☆☆☆..........

"شہنی! تم نے کچھ سنا اس دفعہ تایا جان کے ساتھ نزل بھی آ رہی ہے"۔

"کیا واقعی تم نے مگر کس سے سنا.....؟" دلنواز کے بتانے پر شہباز کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

"دادی ماں نے رات کو تایا جان کو فون کر کے نزل کو ساتھ لانے کے لئے کہا ہے' کیونکہ دادی ماں چاہتی ہیں کہ نزل تمہاری شادی میں شرکت کرے' اور وہ لوگ رمضان سے ہی ہمارے ہاں آ جائیں گے یہ اور بات ہے کہ نزل پھپھو کے ہاں ٹھہرے گی اور صرف عید اور فنکشن میں شرکت کرے گی"۔ دلنواز نے اسے مکمل تفصیل سے آگاہ کیا تھا جس سے وہ کل رات جلد سو جانے کی وجہ سے محروم رہ گئی تھی۔

"مجھے تو حیرت ہو رہی ہے' دادی ماں نے تو نزل کو یہاں آنے سے سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ وہ یہاں ایک بار ہی آئے گی' اتنی بڑی تبدیلی کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہے"۔ شہنی کو یہ بات ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی کہ صفیہ بیگم نے خود نزل کو آنے کے لئے کہا ہے۔

"سوچ تو میں بھی یہی رہی ہوں' مگر سمجھ نہیں آ رہا کہ اس سب کے پیچھے کیا وجہ چھپی ہوئی ہے.....؟"

"چلو زیادہ مت سوچو' کبھی نہ کبھی اصل بات پتہ چل ہی جائے گی"۔ شہنی نے بے زاری سے کہا تھا اور ٹی وی کھول لیا تھا۔

"ناز! ایک کپ اسٹرانگ چائے مجھے کمرے میں دے دینا' سر میں شدید درد ہو رہا ہے"۔ ارزم لاؤنج میں داخل ہوتا ہوا بولا تھا۔ اور ناز خاموشی سے چائے بنانے کے لئے اٹھ گئی تھی۔

"ناصر! میں تو اب تک اس حقیقت کو قبول ہی نہیں کر پا رہا کہ میرا نکاح بچپن میں اپنی کزن سے ہو گیا تھا اور وہ لڑکی اسی لئے یہاں نہیں آتی' کیونکہ دادی ماں ایسا نہیں چاہتی تھیں مگر میں نے بھی دادی ماں سے کہہ دیا ہے کہ میں جب تک نزل کو دیکھ نہیں لیتا کوئی فیصلہ نہیں کروں گا' آخر کو یہ میرا زندگی بھر کا معاملہ ہے"۔ ارزم کے لئے وہ چائے لے کر آئی تھی اور اب دروازے میں کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی جو وہ پھپھو کے بیٹے ناصر سے فون پر کر رہا تھا اور ساری گتھی ہی سلجھ گئی تھی کہ دادی ماں کیوں راضی ہوئی تھیں دادی ماں اگر ضدی تھیں تو ان کا اکلوتا پوتا ضد میں ان سے کہیں بڑھ کر تھا جبکہ ارزم نے ان سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ دیکھے جانے بغیر شادی کے لئے راضی نہ ہو گا اور اگر انہوں نے اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تو وہ رشتہ ہی ختم کر دے گا' اور یہاں آ کر وہ بے بس ہو گئی تھیں اسی لئے انہوں نے آفاق خیری کو نزل کو ساتھ لانے کو کہا تھا۔

..........☆☆☆..........

وہ لوگ آج شام ہی نواب شاہ پہنچے تھے بڑے تو آرام کی غرض سے کھانا کھاتے ہی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے جبکہ ینگ پارٹی نزل کو گھیر کر بیٹھ گئی تھی۔

"آپ کو یہاں آ کر کیسا لگا.....؟" یہ ناہید تھی (پھپھو کی تیسرے نمبر کی بیٹی)

"آپ یہاں پہلی دفعہ آئی ہیں اہل آپی تو ہمیشہ آتی ہیں آپ کیوں نہیں آتی تھیں.....؟" پھپھو کی سب سے چھوٹی بیٹی ثناء اس کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑی تھی' جبکہ وہ پریشانی سے اہل کو دیکھنے لگی تھی جس نے لاپرواہی سے کاندھے اچکا دیئے تھے۔

"یار! کیونکہ نزل کو نہیں آنا ہے' یہ ہمارے ارزم بھیا کی دلہن بنیں گی"۔ دلنواز اس سے پہلی دفعہ ملی تھی اور اسے گلابی چہرے والی نزل کافی اچھی لگی تھی۔

"کیا...... ارزم بھیا اور نزل آپی کی شادی ہوگی مگر کب......؟"

"شناء! زیادہ چغل بازی کی ضرورت نہیں ہے دادی ماں نے تمہاری آواز سن لی نا تو گئے ہم سب کام سے......" شہنی کو نزل کو زیادہ اہمیت دیا جانا اچھا نہیں لگا تھا۔

"تمہاری تو مہمان ہونے کی وجہ سے بچت ہو جائے گی' ڈانٹ تو ہمیں سننا پڑے گی"۔ اس کے تپے تپے لہجے میں کہنے پر اہل نے نزل کو ایسی نظروں سے دیکھا تھا جیسے کہہ رہی ہو یہ تمہاری سسرال ہے' اور یہاں ایسے ایسے پیس بھی موجود ہیں جو بولنے پر بھی پابندی لگاتے ہیں۔

"میں تھک گئی ہوں' آرام کرنا چاہتی ہوں"۔

"ہاں' مجھے خیال ہی نہیں رہا' پہلی دفعہ نزل سے ملاقات ہوئی نا اس لئے ایکسائٹمنٹ بھی بہت ہے' تم آؤ' میں تمہیں کمرا دکھا دوں' نزل تم بیٹھنا چاہو بیٹھ سکتی ہو' اور آرام کرنا چاہو تو ہمارے ساتھ ہی آ جاؤ"۔ دلنواز نے معذرت کرتے ہوئے نزل سے خوش اخلاقی سے کہا تھا وہ اٹھنا تو چاہتی تھی مگر شناء اور ناہید نے اسے زبردستی روک لیا تھا اور وہ تھکن کے باوجود بیٹھی رہی تھی' صفیہ بیگم نے کہا تو یہی تھا کہ نزل شاہدہ کے ہاں رکے گی مگر ارزم کو اس بات پر بھی اعتراض ہوا تھا اور انہیں خاموش ہونا پڑا تھا' وہ سب نیند سے بے حال ہونے لگیں تو کمرے میں آ گئی تھیں جو ان دونوں بہنوں کے لئے ہی سیٹ کیا گیا تھا' اہل بڑے مزے سے بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔

"اہل ٹی وی آف کر دو' مجھے سخت نیند آ رہی ہے"۔ وہ بیڈ کی دائیں طرف لیٹتے ہوئے بولی تھی۔

"اب تمہیں نیند آ رہی ہے جب نہیں آ رہی تھی جب تم وہاں اپنے سسرالیوں میں گھری بیٹھی تھیں"۔ وہ طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"اور تم کو اس ارزم کی کتنی پرواہ رہتی ہے اور وہ جانتا بھی تھا کہ تم آج پہلی دفعہ اس کے گھر آ رہی ہو' اس کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ گھر پر ہی رہتا"۔

"تم ہر وقت غلط سوچا کرو' ارزم کے دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اس لئے وہ آج صبح ہی کراچی گئے ہیں"۔ نزل نے اسے وہی بات بتا دی تھی جو اسے کمرا دکھاتے ہوئے دلنواز نے بتائی تھی جبکہ اہل غصے سے ٹی وی بند کر کے لیٹ گئی تھی کیونکہ وجہ جو بھی ہو اسے ارزم کی غیر موجودگی بری طرح کھلی تھی ان کو یہاں آئے تین دن ہو گئے تھے ارزم کا کہیں پتا نہ تھا کل سے رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو رہا تھا نزل تو خیر پورے روزے رکھتی تھی اہل جب موڈ ہوتا تھا تب ہی رکھتی تھی اور چونکہ کل پہلا روزہ تھا اس لئے اس کا روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔

☆☆☆

"نزل! کو بھی بلا لو تا کہ میں تم سب کو شہنی' کی بارات میں پہننے کے لئے ایک ساتھ ہی کپڑے بنانے کیلئے پیسے دے دوں"۔ صفیہ بیگم نے ان سب کو اپنے کمرے میں بلایا تھا نزل عشاء کی نماز پڑھ رہی تھی اس لئے وہ سب سے آخر میں ان کے کمرے میں آئی تھی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا دادی ماں!" انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر اسے اپنے برابر جگہ دی تھی' انہیں پوتے کے حوالے سے وہ بہت عزیز تھی ورنہ اس طرح اپنے قریب انہوں نے اہل تو کیا' کبھی شہناز وغیرہ کو بھی اتنے پیار سے نہیں بٹھایا تھا۔

"شہنی! کی شادی میں پہننے کے لئے تم سب کو ہی نئے کپڑوں کی ضرورت ہوگی اس لئے یہ سب کے تین تین ہزار روپے ہیں' کل ہی ناصر کے ساتھ جا کر شاپنگ کر لینا' اور خیال سے سب کچھ خریدنا' کیونکہ آج کل مہنگائی

آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور اس سے زیادہ تم لوگوں کو پیسے نہیں دیئے جا سکتے"۔ انہوں نے ایک ایک کو اپنے ہاتھ سے پیسے دینے کے بعد تنبیہ کی تھی۔

"دادی ماں! آپ نے مجھے تو پیسے دیئے ہی نہیں"۔ نزل نے بہت جھجکتے ہوئے کہا تھا۔

"بھولی نہیں ہوں تجھے...... مگر تجھے تین نہیں پورے چھ ہزار دے رہی ہوں' تو میری پوتی ہی نہیں' میرے لاڈلے پوتے کی منکوحہ بھی ہے اور میں چاہتی ہوں تو شاندار سا جوڑا پہن کر شہنی کی شادی میں شریک ہو تا کہ میں تیرا سب سے ارزم کے حوالے سے تعارف کروا دوں"۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر چھ نوٹ رکھے تھے جبکہ وہ تو بری طرح شرماتے ہوئے نگاہ جھکا گئی تھی اور اسی وقت کھلے دروازے سے ارزم داخل ہوا تھا۔

"السلام علیکم دادی جانی!" وہ کہتے ہوئے ان کے برابر بیٹھ گیا تھا۔

"جیتا رہ بیٹا! اتنے دن لگا دیئے' سب خیریت تو تھی"۔

"سب خیریت رہی دادو! آپ کیا لڑکیوں کا میلہ لگائے بیٹھی ہیں' کوئی خاص بات ہے"۔ اس نے شرارت سے کہتے ہوئے آنکھیں گھمائی تھیں اور دادی کے بائیں جانب بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر چونک گیا تھا ایک وہی چہرہ اس کے لئے نیا تھا۔

"یہ نزل ہے تمہارے تایا کی بیٹی"۔ پوتے کو دیکھتا پا کر انہوں نے تعارف کروایا تھا' جبکہ وہ تو نگاہ نیچی کئے بیٹھی تھی۔

"ہیلو مس نزل! کیسی ہیں آپ......؟ سنا تو آپ کے بارے میں بار ہا ہے مگر ملنے کا اتفاق پہلی دفعہ ہوا ہے مگر نہ جانے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کو کہیں دیکھا ہے"۔

"لڑکیوں کو پٹانے کا یہ آئیڈیا و طریقہ بہت پرانا ہو چکا ہے مائی ڈیئر کزن"۔ اہل کے کہنے پر جہاں نزل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی وہیں ارزم کی مسکراہٹ سمٹ بھی گئی تھی' اور وہ ایک تیز نگاہ اہل پر ڈالتا اور اسے مکمل نظر انداز کرتا روم سے نکل گیا تھا۔

"اہل! انسان کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے ارزم نے ایسا کیا کہہ دیا تھا جو تم نے فوراً اس پر الزام جڑ دیا"۔

"شہنی آپی! میں تو مذاق سے......"

"واہ بھئی! کسی کی جان گئی اور ان کی ادا ٹھہری' مگر میری بھی سن لو اہل! کہ ہمارے ہاں چھوٹے بڑے کا احترام کیا جاتا ہے جس سے تم ناواقف ہی لگتی ہو' مگر آئندہ خیال رکھنا اور ابھی جا کر ارزم سے سوری کر لینا"۔ مہناز کافی اکھڑ لہجے میں بولی تھی۔

"ناز آپی! میں کسی سے بھی سوری کرنے والی نہیں ہوں کیونکہ میں نے کسی کو غلط نہیں کہا' ارزم کزن ہونے کے ساتھ میرا بہنوئی بھی ہے' جس سے مذاق کرنے کا میں حق رکھتی ہوں"۔ وہ کہہ کر رکی نہیں تھی جبکہ اس بدمزگی پر سب ہی کے منہ اترے گئے تھے۔

"ابھی بھی سوچ لیں' دادی ماں! چھوٹی بہن کی جب گز بھر لمبی زبان ہے تو بڑی کی تو دوگنی ہوگی"۔ مہناز اسے گھورتی روم سے نکل گئی تھی۔

"دادی ماں! اہل کی طرف سے میں معذرت......"

"تم سب جا کر سو' صبح سحری میں اٹھنا بھی ہے اور تم بھی جاؤ نزل اور بہن کو سمجھا دینا بڑوں کی عزت کرنا اس کا فرض بنتا ہے"۔ انہوں نے اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر جانے کا اشارہ کر دیا تھا' محسوس ہوتا تھا کہ کچھ دیر پہلے والی محبت کے مظاہرے یکدم جھاگ کی مانند بیٹھ گئے تھے۔

☆☆☆

''نزل! تم کچھ کھا کیوں نہیں رہیں......؟'' نرمین کافی دیر سے اسے بمشکل چھوٹے چھوٹے لقمے لیتے دیکھتیں بالآخر پوچھ ہی بیٹھی تھیں۔

''مما! نزل کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' مجھے تو لگ رہا ہے اسے بخار ہے''۔ سب نزل کو دیکھنے لگے تھے اور وہ جو عین سامنے کرسی پر ارزم کے بیٹھے ہونے کی وجہ سے ہی کنفیوژ تھی سب کے یوں اس کی جانب متوجہ ہو جانے پر مزید کنفیوژ ہو گئی تھی جبکہ نرمین نے برابر بیٹھی بیٹی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا تو جل رہی تھی۔

''تمہیں تو واقعی بہت تیز بخار ہے' تم کمرے میں جا کر آرام کرو میں تمہارے لئے ٹیبلٹ لاتی ہوں' تم آج کا روزہ مت رکھو''۔

''مما! مجھے کچھ نہیں ہوا ہے' میں ٹیبلٹ لوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی اتنی سی بیماری پر روزہ تو نہیں چھوڑ سکتی''۔ وہ کافی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

''بھابی! ٹھیک کہہ رہی ہیں بیٹا! روزہ رکھنے سے طبیعت مزید خراب بھی ہو سکتی ہے ایک دن روزہ نہیں رکھو گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا''۔ شاہینہ (ارزم کی والدہ) بولی تھیں۔

''روزہ چھوڑنے سے کیسے فرق نہیں پڑے گا' روزہ تو کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے' بیماری بہت بڑی ہو تو چھوڑ سکتے ہیں مگر اس کی بھی قضا لازم ہے' اور تم لوگ معمولی سے بخار پر اس کو روزہ چھوڑنے کو کہہ رہے ہو''۔ صفیہ بیگم کو بہو کی بات بہت بری لگی تھی۔

''اماں جان! ایک ہی ہفتہ میں نزل' کافی کمزور ہو گئی ہے''۔

''کچھ نہیں ہوتا نزل تم سے پراٹھا نہیں کھایا جا رہا تو سلائس کھا لو ورنہ دودھ پی لو اور ارزم تم جلدی سے اپنی سحری مکمل کر لو اور نزل کے لئے اپنے کمرے سے دوائیں لے آؤ''۔ صفیہ بیگم کے دوٹوک لہجے پر نرمین چپ کر گئی تھیں۔ ارزم نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی آنکھیں اور ناک کافی لال ہو رہی تھی وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ گیا تھا۔

''دلنواز! میرے ساتھ آؤ' میں تمہیں ٹیبلٹ دے دیتا ہوں''۔

''دلنواز! اپنی پلیٹ صاف کرو سحری ختم ہونے میں محض دس منٹ رہ گئے ہیں''۔ مہناز نے اٹھتی ہوئی چھوٹی بہن کو ٹوکا تھا اور وہ محض بہن کے ڈر سے واپس بیٹھ گئی تھی ''میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ' میں نے سحری کر لی ہے''۔ ثناء فوراً اٹھی تھی اور ارزم کے پیچھے ہی ڈائننگ ہال سے نکل گئی تھی۔

☆☆☆

''مما! نزل کی بہت طبیعت خراب ہو رہی ہے' اسے مستقل وومیٹنگ ہو رہی ہے اور چکر بھی آ رہے ہیں بخار بھی کافی تیز ہو گیا ہے''۔ رات کے ڈیڑھ بجے دروازہ بجا کر اہل نے نرمین کو جگاتے ہوئے نزل کی طبیعت خرابی کا بتایا تھا اور وہ پریشانی سے نزل کے کمرے کی طرف بڑھی تھی ساتھ ہی آفاق خیری بھی تھے۔

''آفاق! پلیز ڈاکٹر کو بلائیں نا' نزل کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں' اسی لئے میں روزہ رکھنے کو منع کر رہی تھی مگر اماں انہیں ہر بات میں اپنی مرضی چلانا ہوتی ہے''۔

''نرمین! ہر وقت اماں جان کے پیچھے پڑی نہ رہا کرو''۔ درشت لہجے میں کہتے ہوئے فیملی ڈاکٹر کو فون ملانے لگے تھے۔

''لیس کم ان''۔ ارزم دیر سے سونے کا عادی تھا اس لئے وہ جاگ رہا تھا وہ اس وقت کچن میں تھا جب اہل آفاق

خیری کے کمرے میں گئی تھی اور ان دونوں میاں بیوی کے آگے پیچھے پریشانی سے بڑھتے دیکھ وہ وہیں آ گیا تھا۔

''تایا جان! کوئی پریشانی والی بات ہے''۔

''نزل کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے لیکن تم پریشان نہ ہو اور جا کر سو جاؤ' میں نے ڈاکٹر جمیل کو فون کر دیا ہے''۔ آفاق خیری کے بتانے پر وہ وہیں کھڑا رہنے کی بجائے ماں کے روم میں گیا تھا اور انہیں وہاں بھیجنے کے بعد لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا تھا' ڈاکٹر جمیل نے مکمل چیک اپ کے بعد کچھ دوائیں اپنے پاس سے دی تھیں اور کچھ بازار سے لانے کے لئے کہا تھا اور واپس چلے گئے تھے ارزم دواؤں کا نسخہ لئے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

''مما! نزل یہاں ایک ہفتہ نہیں رہ سکی ساری زندگی کیسے گزارے گی' مما' یہاں کے لوگوں کے رویئے بھی نزل کے ساتھ کچھ اسپیشل نہیں ہیں جبکہ وہ اس گھر کی بہو ہے' سب کو اس کا خیال رکھنا چاہئے' مگر ہر کوئی طنز کرنے بیٹھ جاتا ہے''۔ اہل سخت دلبرداشتہ تھی۔

''کوئی بات ہوئی ہے تو مجھے بتاؤ اہل! نزل بھی مجھے کچھ پریشان لگ رہی تھی''۔ ماں کے کہنے پر اس نے انہیں اس دن کی تفصیل سنائی تھی۔

''تمہیں وہ سب کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی اہل! کیا تم جانتی نہیں ہو کہ یہ سب جاہل اجڈ لوگ ہیں' بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں''۔ نرمین الجھن میں پڑ گئی تھیں۔

''آئی ایم سوری مما! مگر مجھے نہیں پتا تھا کہ میرا مذاق سے کچھ کہنا شمنی آپی اور نازی آپی کو برا لگے گا۔ میں نزل کی وجہ سے آئندہ احتیاط کروں گی' مگر میں آپ کو ایک بات بتا دوں' یہ لوگ نزل جیسی سوفٹ نیچر اور حساس لڑکی ہرگز بھی ڈیزرو نہیں کرتے' آپ لوگوں نے نزل کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے''۔ وہ کمرے سے نکلی تھی اور دروازے میں کھڑے ارزم کو دیکھ کر رک گئی تھی اور اس کے چہرے کے بگڑے زاویے یہ بتانے کو کافی تھے کہ وہ ان کی گفتگو سن چکا ہے۔

''مس اہل! اگر آپ کی بہن بہت زیادہ اچھی ہے تو برائیوں کا مرقع ہم بھی نہیں' یہ میری بات یاد رکھیں یہ بڑوں کا فیصلہ ہے ہر حال میں قائم رہے گا' جو سوچ آپ کی اور تائی اماں کی ہے وہی یقیناً آپ کی بہن کی بھی ہو گی' مگر خود بھی سمجھ لیں اور بہن کو بھی سمجھا دیں کہ یہ رشتہ ختم نہیں ہو گا' اور یہ بڑوں کا فیصلہ نہ ہوتا تو مجھے لڑکیوں کی کمی نہیں تھی' میں تو محض ایک ماہ قبل اس بات سے واقف ہوا ہوں اور مجھے اس رشتہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور سب کچھ جانتے بوجھتے بھی آپ کی بہن کو اعتراض ہے تو کوئی فائدہ نہیں' میں دادی ماں کے فیصلے سے روگردانی کرنے کی اجازت نہیں دوں گا''۔ ارزم کو نظر انداز ہونا کبھی بھی پسند نہیں رہا تھا' وہ کافی خود پسند طبیعت کا مالک تھا' اہل کچھ کہنے کی چاہ میں لب کھولتی ہی رہ گئی تھی جبکہ وہ غصے سے تن فن کرتا ایک نظر اس پر ڈالتا وہاں ٹھہرا نہیں تھا۔

☆☆☆

رمضان کا دیکھتے ہی دیکھتے آخری عشرہ شروع ہو گیا تھا گھر کی لڑکیاں شاپنگ کے لئے گئی ہوئی تھیں' اہل بھی ماں کے کہنے پر خاموشی سے چلی گئی تھی جبکہ نزل نہیں گئی تھی' کیونکہ اس کی طبیعت مکمل ٹھیک نہیں ہوئی تھی وہ باقاعدگی سے روزے بھی رکھ رہی تھی' روزہ افطار کر کے ہی مغرب کی نماز ادا کر کے وہ لوگ چلی گئی تھیں نزل کو اچھا نہیں لگا تھا کہ تائی اماں کچن صاف کر رہی تھیں گھر میں کوئی ملازمہ موجود نہ تھی اس لئے وہ کچن میں آ گئی تھی اور بکھرا ہوا کچن سمیٹنے میں اس نے شاہینہ کی پوری مدد کی تھی اور ساتھ ہی اس نے رات کے لئے سالن بھی بنایا تھا اور چاول ابال لئے تھے اور سحری کے لئے آٹا گوندھ کر رکھ دیا تھا سالن روز عصر سے قبل ہی پک جاتا تھا مگر آج جانے کی تیاریوں میں کسی نے اس

جانب توجہ نہیں دی تھی۔

"چچی اماں! آپ کہیں تو دسترخوان لگا دوں......؟"

"ہاں ایسا کرو لگا دو بچیاں تو دیر سے ہی لوٹیں گی"۔ وہ جو پھیلا ہوا کچن اور کھانا بنانے کی ذمہ داری اس پر ڈال کر کچن سے نکل گئی تھیں' کہتی ہوئیں کچن میں آئی تھیں اور وہ نزل کے سلیقہ کی معترف ہوگئی تھیں اس نے ایک گھنٹے میں نہ صرف کچن صاف کیا تھا بلکہ کڑاہی گوشت' مٹر قیمہ اور سلاد کے ساتھ چاول بھی بنا لئے تھے' مگر انہوں نے ایک لفظ تعریف کا نہیں کہا تھا' دسترخوان لگانے کے بعد اس نے دادی ماں اور چچا جان اور اپنے مما پاپا کو بلایا تھا اور سب کے بیٹھ جانے کے بعد وہ خود بیٹھنے لگی تھی کہ آفاق خیری کے بولنے پر چونک گئی تھی۔

"بیٹا! ارزم کو نہیں کہا کہ وہ کھانا کھالے"۔

"چچا جان! میرے علم میں نہیں تھا کہ ارزم گھر پر ہیں میں انہیں بلا......"

"تم بیٹھو میں اپنے بیٹے کو بلا لاتی ہوں"۔ شاہینہ اٹھنے لگی تھیں مگر صفیہ بیگم نے انہیں روک دیا تھا۔

"تمہیں سیڑھیاں چڑھنے میں ہی کافی وقت لگے گا' تم جا کر بلا لاؤ"۔ صفیہ بیگم کے کہنے پر اس نے گھبرا کر ماں کو دیکھا تھا' اور ان کا مثبت اشارہ پا کر سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی' صفیہ بیگم نے جان کر اسے ارزم کے کمرے میں بھیجا تھا' کیونکہ پوتے کا رویہ انہیں پریشان کر رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ رشتہ توڑنے کی بات کرتا اس سے قبل ہی وہ اسے رشتہ نبھانے کی جانب راغب کرنے کے لئے کوشاں ہوگئی تھیں کیونکہ وہ ایک جہاندیدہ خاتون تھیں اور اچھے سے سمجھتی تھیں کہ انہوں نے رشتہ دونوں بیٹوں کو قریب لانے کے لئے جوڑا تھا اور اگر یہ رشتہ ٹوٹتا تو دونوں بھائی بھی ایک دوسرے سے دور ہو جاتے اور یہ انہیں کسی بھی طور پر منظور نہیں تھا اسی لئے وہ اپنی قدامت پسندی کو دور رکھنے پر مجبور ہوگئی تھیں نزل نے کافی جھجکتے ہوئے دروازہ ناک کیا تھا' اندر سے ارزم نے آواز لگا کر اندر آ جانے کی اجازت دی تھی اور وہ مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق اندر چلی آئی تھی' نزل کو دیکھ کر نیم دراز ارزم اٹھ بیٹھا تھا' جبکہ ارزم کو ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی اس کی نظریں جھک گئی تھیں کیونکہ ارزم اس وقت ٹراؤزر اور بنیان پہنے ہوئے تھا۔

"وہ مجھے دادی ماں نے آپ کو بلانے کے لئے بھیجا ہے"۔

"کیوں کوئی خاص بات ہے"۔ ارزم نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا' جبکہ وہ جو پہلے گھبراہٹ کا شکار تھی اس کے یوں بغور دیکھنے پر مزید کنفیوز ہوگئی تھی اور گلابی چہرہ سرخی مائل ہوگیا تھا۔

"نیچے کھانے پر سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں' دادی ماں نے کہا ہے کہ آ کر کھانا کھالیں"۔ وہ پلٹ گئی تھی مگر یکدم ارزم اس کی کلائی تھام کر اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور وہ قدرے حیرانی سے اسے دیکھنے لگی تھی' ارزم نے اس کی جھیل سی براؤن آنکھوں میں جھانکا تھا اور وہ ہاتھ چھڑاتی پیچھے ہوگئی تھی' ارزم کے لبوں پر نہ جانے کیوں مسکراہٹ بکھر گئی تھی' کتابی چہرہ' غلافی آنکھیں' پنکھڑی سے نازک گلابی ہونٹ' ہلکے ہلکے لرزتا متناسب سراپا' وہ بے خود ہوگیا تھا' اور وہ جانے کے لئے پر تولنے لگی تھی مگر وہ اس کے عین سامنے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

"پلیز...... سامنے سے ہٹیں' مجھے جانا ہے نیچے سب انتظار کر رہے ہیں"۔ وہ خوف کی لپیٹ میں آنے لگی تھی۔

"یار! تم گھبرا تو ایسی رہی ہو جیسے میں کوئی غیر ہوں' محرم ہوں تمہارا' ہاتھ پکڑ نا تو کچھ نہیں' میں تم پر سارے حقوق رکھتا ہوں"۔ وہ حد درجے بے باکی سے بولا تھا' اور اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی اسے کہاں معلوم تھا کہ اتنے دن سے نظر انداز کرنے والا ارزم اس سے ایکدم ہی اتنی بے باکی سے پیش آئے گا۔

"مگر ابھی کسی حق کا استعمال نہیں کروں گا' کیونکہ ابھی نہ مناسب وقت ہے نہ موقع' اس لئے اسے بعد کے لئے

انتظار کھتے ہیں اب تم جاؤ' میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں اور ایک بات' بلیو کلر میرا فیورٹ ہے اور تم پر کافی بیچ بھی رہا ہے' شہنی کی شادی میں اسی کلر کا ڈریس پہننا' سمجھ لو کہ یہ میری خواہش یا پھر حکم ہے"۔ وہ اسے دیکھنے لگی تھی نزل کو وہ کافی خود پسند لگا تھا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"اور یاد آیا تمہاری بہن ال کافی بولتی ہے' مجھے فضول گوئی بالکل پسند نہیں' مجھے نہیں معلوم کہ تم بھی بہن کی طرح ہو یا نہیں...... مگر مجھے امید ہے کہ تم خود کو میری مرضی کے مطابق ڈھال لوگی' ورنہ ہمارا ایک ساتھ چلنا دشوار ہو جائے گا اب تم جا سکتی ہو"۔ وہ ایک نظر اس خوبرو شخص پر ڈالتی باہر نکل آئی تھی۔ اور نیچے جانے کی بجائے اپنے کمرے میں آ گئی تھی' آنسو تھے کہ پلکوں کی باڑ پھلانگ کر چہرے کو تر کرنے لگے تھے' ارزم کے بے لچک کسی بھی جذبے سے عاری لہجہ اسے دکھی کر گیا تھا۔

............☆☆☆............

"نزل! تم یہاں آ کر کافی خاموش نہیں ہوگئی ہو......؟"

"نہیں...... ایسی تو کوئی بات......"

"میں شہنی آپی یا ناہید نہیں ہوں' جس سے تم اتنے نارمل انداز میں بات کر رہی ہو' میں ال خیری تمہاری وہی بہن ہوں جس سے تم کچھ نہیں چھپاتیں"۔ ال تیکھے چتونوں سے اسے گھور رہی تھی مگر وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

"تم ارزم کو لے کر پریشان ہو نا' اس کا بی ہیویئر تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہے"۔

"ال! مجھے سمجھ نہیں آ رہا' ارزم ایسے کیوں ہیں' کل جب تم سب شاپنگ کے لئے گئے تھے دادی ماں نے مجھے ارزم کے کمرے میں انہیں کھانا کھانے کے لئے بلا کر لانے کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے مجھ سے اتنی رُوڈلی بات کی کہ مت پوچھو' انہیں بلیو رنگ پسند ہے اور چاہتے ہیں کہ میں شہنی آپی کی شادی میں اس رنگ کا ڈریس پہنوں تو یہ بات پیار سے بھی تو کہی جا سکتی تھی' مگر انہوں نے اتنے سرد انداز میں یہ سب کہا کہ میں محض ان کی شکل دیکھ کر رہ گئی' ایسا لگتا ہے وہ مجھے پسند نہیں کرتے محض بڑوں کے فیصلے کا مان رکھ رہے ہیں"۔ ال اسے روتے دیکھ رہی تھی وہ ان سب باتوں سے ہی تو ڈرتی تھی وہ جانتی تھی کہ نزل کتنی حساس ہے اور یہاں کے لوگ جذبات سے عاری رشتوں کو بھی ضرورت کے مطابق اہمیت دیتے تھے' یعنی جس کی جتنی ضرورت ہے اس کی اتنی ہی اہمیت جبکہ نزل کافی جذباتی طبیعت کی حامل تھی۔

"نزل! پلیز تم روؤ تو نہیں' رونا کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے' میں یہاں جتنی بھی دفعہ آئی مجھے یہی لگا کہ تم یہاں ایڈجسٹ نہیں کر سکتیں' اسی لئے تم سے کہتی رہتی کہ تم اس رشتے کے بارے میں سوچ لو......"

"میرا دل کچھ سوچنے دے تو سوچوں' میں ارزم سے محبت کرتی ہوں ال! اور ان کی خاطر بڑے سے بڑا کمپرومائز اور سیکری فائز کرنے کو تیار ہوں لیکن...... ارزم ان کی نگاہ میں ابھی تو میری کوئی وقعت ہو' وہ تو دور کی بات مجھے رشتے کے حوالے سے اہمیت بھی دینے کو تیار نہیں ہیں اور پھر بھی چاہتے ہیں میں ان کی پسند کے ڈھانچے میں ڈھل جاؤں' اس سے مجھے انکار بھی نہیں ہے لیکن کسی سے اپنی بات یا پسند منوانے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے یوں ٹھنڈے لہجے اور ڈنڈے کے زور پر تو خواہش و خوشی نہیں رکھی جاتی' حکم منوائے جاتے ہیں اور حکم عدولی کرنے والے کو کڑی سزا ملتی ہے اور ارزم مجھے سزا دینے کو بھی تیار ہیں' انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں ان کی پسند کے ڈھانچے میں ڈھل گئی تو ٹھیک ورنہ وہ مجھ سے تعلق ختم کر لیں گے"۔ وہ بری طرح رو رہی تھی اور ال حیران بیٹھی تھی اسے اندازہ تھا کہ ارزم اس قدر خود پسند شخص ہوگا اور یہ تو شروعات تھی جیسے ہی ارزم کو موقع ملتا وہ اس تک اپنی

پسند پہنچا دیتا تھا' چاند رات تھی ساری لڑکیاں چوڑیاں خریدنے اور مہندی لگوانے کے لئے جارہی تھیں اہل اور نرمل بھی ساتھ تھیں' بازار میں بے پناہ رش تھا اور نرمل کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی کیونکہ وہ بازار بہت کم جاتی تھی اس کی زیادہ تر شاپنگ نرمین اور اہل ہی کر لیا کرتی تھیں۔

''اہل! یہاں تو کافی رش ہے''۔

''یار! آج چاند رات ہے' اس لئے زیادہ رش ہے تم گھبراؤ نہیں سامنے شاپ سے اپنے لئے چوڑیاں خرید لیتے ہیں''۔ وہ کہنے کے ساتھ ہی نرمل کا ہاتھ تھامے دکان میں داخل ہو گئی تھی۔

اہل نے اپنی اور اس کی میچنگ کی چوڑیاں پسند کر کے پیک کروائی تھیں اور پے منٹ کر رہی تھی کہ ارزم نے اسے منع کر کے پیسے دے دیئے تھے۔ دلنواز ان دونوں کے ساتھ ساتھ ہی تھی جبکہ باقی سب دوسری شاپس سے چوڑیاں خرید رہی تھیں۔

''بھیا! ہم نے تو چوڑیاں خرید لیں ہیں کیوں نہ گھر چلیں' مہندی ہم گھر جا کر لگا لیں پارلر میں تو کافی رش ہے' زیادہ ٹائم لگے گا''۔

''اوہوں...... جیسے تمہاری مرضی...... ان سب سے بھی پوچھ لو کہ ساتھ ہی چل رہی ہیں یا ابھی رکیں گی''۔ وہ سر ہلاتی آگے بڑھی تھی شبنمی اور مہناز کا تو ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا جبکہ ناہید ان کے ساتھ ہی آ گئی تھی راستہ بڑی خاموشی سے کٹا تھا وہ اندر جانے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی کہ ارزم کی آواز پر رک گئی تھی۔

''میں سادگی کو پسند کرتا ہوں' چوڑیوں سے بھرے اور مہندی سے رچے ہاتھ اور زیور سے لدی پھندی لڑکیاں مجھے سخت اریٹیٹ کرتی ہیں''۔ وہ محض سر ہلاتی آگے بڑھ گئی تھی عید پر وہ زیادہ اہتمام سے تیاری نہیں کرتی تھی نئے سوٹ کے ساتھ میچنگ چوڑیاں اور مہندی لگا کر اور ہلکی پھلکی جیولری پہن کر اس کی تیاری مکمل ہو جاتی تھی' اہل کو کافی اچھی مہندی لگانی آتی تھی اس نے دلنواز کے مہندی لگائی تھی اور کمرے میں آ گئی تھی تا کہ نرمل کو مہندی لگا سکے لیکن نرمل سو چکی تھی اسے افسوس ہوا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نرمل کو مہندی کتنی زیادہ پسند ہے' اس نے مہندی لگانا سیکھی ہی نرمل کی وجہ سے تھی' اہل نے تھکن کے احساس کو دور کرنے کے لئے شاور لیا تھا اور تب تک نرمل کی نیند اور پکی ہو گئی تھی بال ڈرائیر سے سکھا کر وہ آہستگی سے بیڈ پر بیٹھی تھی اور نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر مہندی لگانا شروع کر دی تھی' اہل نے بڑے خوبصورت بیل بوٹے اس کے چاروں ہاتھوں پر لگا دیئے تھے اور اس کے ہاتھوں کی خوبصورتی مزید بڑھ گئی تھی صبح جب نرمل سو کر اٹھی تو وہ مہندی سے رچے ہاتھ دیکھ کر دیکھتی ہی رہ گئی تھی جہاں اہل پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا وہیں وہ ارزم کو سوچنے لگی تھی کہ وہ نہ جانے کیسا ری ایکٹ کرے اور ایک نئی فکر اس کے حواسوں پر سوار ہو گئی تھی اس نے بڑی بے دلی سے شاور لینے کے بعد نئے کپڑے پہنے تھے۔

''واؤ...... نرمل! اس ڈریس میں تم بہت جچ رہی ہو''۔

''تم بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو''۔ وہ اس کے انداز میں ہی کہتی مسکائی تھی۔

''بدولت خوبصورت ہیں اس لئے لگ رہے ہیں اور تم جلدی سے تیار ہو' مما کہہ رہی ہیں جلدی سے نیچے آ جاؤ' مرد حضرات عید کی نماز پڑھ کر آنے والے ہیں''۔

''ٹھیک ہے چلو' میں ویسے بھی آ ہی رہی تھی''۔

''ایسے' تھوڑا سا میک اپ کر لو' جانتی ہوں تمہیں ناپسند ہے مگر آج کی بات اور ہے سمجھا کرو نا یار! عید کا دن' دید کا دن بن کر آیا ہے''۔ اس نے شرارت سے کہتے ہوئے اپنا میک اپ بکس نکال کر اسے دیا تھا' وہ زیادہ نہیں ہلکا پھلکا میک اپ کر لیتی تھی نرمل کے صاف انکار پر اہل نے خود ہی اس کا لائٹ سا آئی میک اپ کیا تھا' اور گلابی رنگ کی لپ اسٹک لگا دی تھی۔

''ارزم! آج تمہارا دیوانہ نہ ہو جائے تو کہنا''۔ وہ شرارت سے بولی تھی اور چوڑیاں اس کی جانب بڑھائی تھیں۔

''رہنے دو اہل! چوڑیاں پہننے کا دل نہیں کر رہا''۔

''یہ انقلاب کب رونما ہوا' نرمل اور چوڑیاں نہ پہننے کی بات کریں' جن کے پاس چوڑیوں کے ڈبے کے ڈبے بھرے ہوئے ہیں' آج ان کا دل......''

''یاں کی کھال نکالنے مت بیٹھ جایا کرو' چوڑیاں اچھی لگتی ہیں' مگر بعض اوقات انسان کا دل نہیں چاہتا اور اس وقت میرا دل نہیں کر رہا''۔ وہ اس کی بات کاٹ کر بولی تھی اور جان کر وہ عام سے لہجے میں بولی تھی تا کہ اسے شک نہ ہو کہ اس کے انکار کے پیچھے ارزم کی مرضی چھپی ہوئی ہے۔

''تمہارا دل نہیں کر رہا' مگر میرا دل کر رہا ہے اور اس لئے میری خاطر پہن لو اور جلدی سے چلو' تا کہ ارزم اشفاق پر نرمل خیری کے حسن کی بجلیاں گر سکیں''۔ وہ اسے گدگداتی پالوں میں برش کرنے لگی تھی نرمل نے خاموشی سے چوڑیاں پہننا شروع کر دیں تھیں' وہ اہل کو تکلیف نہیں پہنچا سکتی تھی' مگر وہ کسی کو خوشی دینے اور کسی کی مرضی کا خیال رکھنے کی چاہ میں اپنی خوشی تو جیسے بھول ہی گئی تھی' وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اہل کو تکلیف سے بچانے کے لئے کیا گیا اس کا عمل اس کی تکلیف کا باعث بن جائے گا اور اس کا دل کانچ کی چوڑیوں کی مانند کرچی کرچی ہو جائے گا' مگر اس کے ٹوٹے دل کی بکھری کرچیاں صرف وہ خود محسوس کر سکے گی اور کسی کو وہ دکھائی نہ دے گی خود اس کو بھی نہیں جس کے نام پر اس کا دل دھڑک رہا تھا۔

☆☆☆

نرمین اور صفیہ بیگم نے اس کی بہت تعریف کی تھی' وہ لگ بھی تو بہت پیاری رہی تھی مرد نماز پڑھ کر ابھی لوٹے نہیں تھے گھر میں خوشگوار سی ہلچل مچی ہوئی تھی مہندی کی خوشبو اور چوڑیوں کی کھنک گھر میں وقفے وقفے سے پھیل رہی تھی شاہینہ اور نرمین کچن میں مصروف تھیں' جبھی باہر مخصوص شور اٹھا تھا' لڑکیاں نماز پڑھ کر آ جانے والے مردوں سے عیدی وصول کر رہی تھیں نرمل اور اہل باپ کے پاس کھڑی تھیں' آفاق خیری نے نہ صرف انہیں بلکہ باقی لڑکیوں کو بھی ہزار ہزار روپے بطور عیدی دیئے تھے' اشفاق خیری نے سب کو پانچ پانچ سو روپے دیئے تھے اور وہ سب اب ارزم کو گھیرے کھڑی تھیں اور اس نے خوب ستانے کے بعد ان سب کو عیدی دی تھی اہل کی جانب بڑھائی تھی تو وہ پیسے خاموشی سے تھام گئی تھی نرمل کچھ فاصلے پر باپ کے ساتھ بیٹھی تھی۔

''نرمل! اٹھو تم بھی ارزم سے عیدی لو جا کر''۔ صفیہ بیگم کے کہنے پر اس نے باپ کو دیکھا تھا اور وہ محض مسکرا دیئے تھے اور وہ اٹھ کر ارزم تک چلی آئی تھی لائٹ سے میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی ارزم کی نگاہ مبہوت ہو گئی تھی۔

''پلیز...... میری عیدی دے دیجئے''۔ وہ گھبرائے لہجے میں بولی تھی' اس کے یک ٹک دیکھنے پر ماتھے پر شبنم کے قطرے چمکنے لگے تھے اور اوپر سے اتنے لوگوں کی موجودگی' وہ نروس ہو رہی تھی' آواز پر وہ چونکا تھا اور والٹ نکالا تھا اور ایک ہزار کا نوٹ اس کی جانب بڑھا دیا تھا' نرمل نے نوٹ لینے کے لئے جیسے ہی حنائی ہاتھ آگے بڑھایا چوڑیوں کی جلترنگ سی بج گئی تھی' اس کے ہاتھ میں چوڑیاں اور مہندی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں اس کے دل نے اعتراف کیا تھا مگر وہ اسے یہ سب کرنے کو منع کر چکا تھا اس لئے ناگواری سی در آئی تھی وہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کے چہرے کے بگڑنے والے زاویے اس نے خود دیکھے تھے اور وہ بجھے دل سے نوٹ تھام گئی تھی۔

''ارزم کہاں جا رہے ہو بیٹا! ناشتہ تو کر لو''۔

''دادی جانی! مجھے بھوک نہیں ہے' کسی کے ہاتھ میرے کمرے میں چائے بھیج دیں' کچھ دیر آرام کر کے دوستوں کی طرف جاؤں گا''۔ وہ کہہ کر رکا نہیں تھا جبکہ سب حیران پریشان رہ گئے تھے ان کے ہاں سب ناشتہ ساتھ ہی کرتے تھے اور آج عید کے دن وہ ناشتہ کیے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

''تم تینوں ماؤں کے ساتھ مل کر دسترخوان لگاؤ اور نزل بیٹی' تم ایک کپ چائے بنا کر ارزم کو کمرے میں دے آؤ''۔

''دادی ماں! میں......''

''ہاں...... فوراً جاؤ' ذرا سی دیر اس کے غصہ کا سبب بنے گی''۔

''اہل! مجھے نہیں جانا' چائے لے کر' پلیز تم لے جاؤ''۔

''میں نہیں لے جا سکتی نزل! جانا تو تمہیں ہی پڑے گا کیونکہ ایسا کرنے کو دادی ماں نے کہا ہے''۔

''تمہاری چائے' ابھی تک نہیں بنی' ارزم کو انتظار پسند نہیں ہے' ایسا نہ ہو وہ یہ چائے تمہارے منہ پر دے مارے اور تمہاری ساری سجاوٹ......'' ترمین کو آتے دیکھ کر شہنی چپ کر گئی تھی۔

''تم کیا سوچ رہی ہو بیٹا! ارزم تمہارا محرم ہے تم اس کے لیے چائے لے جا سکتی ہو اور یہی تو وقت ہے جب تم دونوں ایک دوسرے کو جان سکتے ہو اور سمجھ سکتے ہو''۔ وہ چائے کپ میں انڈیل کر کچن سے باہر آ گئی تھی' ڈائننگ ہال سے گزرتے ہوئے اس نے ان دونوں ماں بیٹی کی چبھتی ہوئی نگاہیں محسوس کی تھیں اور وہ جو پہلے بھی نہیں جانا چاہ رہی تھی اب اس کے قدم مزید سست پڑ گئے تھے۔

''میں نے چائے کے لئے کہا تھا' کتنی دیر میں مل جائے گی' ملے گی بھی یا نہیں''۔ وہ ریلنگ پر جھکا تیز لہجے میں پوچھ رہا تھا اور وہ بڑی تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی۔

''اس مہربانی کی کیا ضرورت تھی''۔ اس کو دیکھتے ہوئے طنز کیا تھا۔

''وہ دادی ماں نے کہا کہ میں آپ کو چائے......''

''دادی ماں' نہیں کہتیں تو تم خود سے کبھی نہ لاتیں' تم مجھ سے دور رہنے کی جو شعوری کوششیں کرتی رہتی ہو' اس کا اندازہ ہے مجھے' مگر یاد رکھنا تم لوگوں کی ہزار ناگواریوں کے باوجود یہ رشتہ قائم رہے گا''۔ وہ کپ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولا تھا اور سپ لینے لگا تھا۔

''میں نے تم سے ابھی جانے کو نہیں کہا''۔ وہ پلٹ آئی تھی۔

''تمہارے اور میرے درمیان جانتی ہو نا کیا رشتہ ہے......؟'' وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

''عورت کا ہار سنگھار کس کے لئے ہوتا ہے......؟ میں تم سے پوچھ رہا ہوں' نزل ارزم تیری......'' اس کے چپ رہنے پر وہ چبا چبا کر بولا تھا مگر وہ اب بھی چپ ہی رہی تھی۔

''عورت کا سارا ہار سنگھار اس کے شوہر کے لئے ہوتا ہے' اور میں تمہارا شوہر ہوں' جب مجھے ہی یہ تمام فضول لغویات پسند نہیں تو تم نے پھر یہ سنگھار کس کو دکھانے کے لئے کیا ہے......؟'' اس نے بہت تڑپ کر سر اٹھایا تھا اور نگاہیں اس کو گھورتے ارزم پر ٹھہر گئی تھیں۔

''مجھے جو پسند نہیں سو نہیں' اور جو بات ایک دفعہ کہہ دی وہ پتھر کی لکیر اور اس لکیر کو مٹانے کی کوشش میں تم خود تو مٹ سکتی ہو لکیر نہیں اس لئے زندگی کو میری سوچ اور میرے مطابق گزارنا شروع کر دو ورنہ بہت مشکل ہو جائے گی' اب تم جاؤ' اور جب تک میرے سامنے آنے سے گریز ہی کرنا جب تک میرا غصہ ٹھنڈا نہ ہو جائے''۔ وہ اس سے ایسے

بات کر رہا تھا جیسے وہ اس کی نوکرانی ہو وہ ابھی رخصت ہو کر نہیں آئی تھی تو یہ عالم تھا بعد میں وہ نہ جانے کس حد تک جانے والا تھا۔

☆☆☆

شہناز کی شادی بخیر و عافیت ہو گئی تھی اور وہ لوگ واپس اپنے گھر آ گئے تھے مگر نزل تو دل کا سکون اور اطمینان سب وہیں چھوڑ آئی تھی' ارزم نے اپنی ذات کی تسکین کے لئے اسے ہر ایک قدم پر ڈی گریڈ کیا تھا وہ نواب شاہ سے آنے کے بعد کافی کھوئی کھوئی رہنے لگی تھی اہل نے ترمین کو ارزم کے رویے کا بتا دیا تھا اور ترمین جو پہلے ہی اس رشتے کے خلاف تھیں انہوں نے آفاق خیری سے رشتہ ختم کرنے کی بات کی تھی مگر ان کی واپسی کے ایک ماہ بعد ہی صفیہ بیگم رخصتی کی تاریخ رکھنے آ گئی تھیں اور ہزار وسوسوں کے باوجود وہ رخصت ہو کر نواب شاہ چلی گئی تھی جبکہ وہ ماسٹرز کے آخری سال میں تھی اور ماسٹرز ان کمپلیٹ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی مگر اس بات کو بھی ارزم نے انا کا مسئلہ بنا لیا تھا اور یہاں بھی اس کی چلی تھی' شادی کے بعد نزل کی ذات تو کہیں کھو کر رہ گئی تھی اس نے خود کو بالکل ارزم کی پسند کے مطابق ڈھال لیا تھا' بھاری کامدانی کپڑے یونہی رکھے تھے چوڑیوں کے سیٹ کی پلاسٹک تک نہ ہٹی تھی اور ہاتھ تھے کہ مہندی کی خوشبو سے ہی محروم ہو گئے تھے نہ آنکھ میں کاجل نہ لبوں پر لپ اسٹک وہ گویا سہاگن ہوتے ہوئے بھی اپنے سہاگ کی ایماء پر ابھاگنوں والی زندگی گزار رہی تھی۔

☆☆☆

''نزل! شام کو تیار ہو جانا ہم نے شاپنگ کے لئے جانا ہے اور میثم کو ایسا کرنا اماں جان کے پاس چھوڑ دینا''۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی اور چاہ کر اس عنایت کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ ان نے افطاری کے ساتھ ہی رات کا کھانا بنایا تھا اور کپڑے ریڈی کر کے رکھ دیے تھے افطار کے بعد نماز پڑھتے ہی اس نے کپوں میں چائے نکالی تھی اور سب کو دے کر آنے کے بعد اس نے کچن صاف کیا تھا اور کمرے میں آ کر کپڑے تبدیل کیے تھے اور اپنے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی بنا کر سینڈل پہنی تھی وہ ارزم کے ساتھ جانے کے لئے تیار تھی اس نے ایک نگاہ نزل پر ڈالی تھی چہرے کی ساری شادابی گزرے ڈھائی سالوں کی نذر ہو گئی تھی۔

''میرا دل نہیں کر رہا' پھر کبھی چلیں گے''۔ وہ ایک نظر اس پر ڈالتا کمرے سے ہی نکل گیا تھا اور نزل تھکی تھکی سی بیڈ پر دراز ہو گئی تھی صرف ارزم کی ناراضی کے ڈر سے آج اس نے سارا کام کتنی جلدی جلدی کیا تھا' صفیہ بیگم کی وفات ایک سال قبل ہوئی تھی جب تک وہ زندہ تھیں وہ اس کے لئے ڈھال ہی ثابت ہوئی تھیں' مگر اب وہ مکمل شاہینہ بیگم کے رحم و کرم پر تھی شاہینہ بیٹے کے تیوروں سے انجان نہ تھی اسی لئے ان کا رویہ اس کے ساتھ ہتک آمیز ہوتا تھا اور تینوں نندوں میں دلنواز تھی جو اس کے ساتھ اچھے سے پیش آتی تھی اور آج بھی اس نے صرف ارزم کے کہنے کی وجہ سے میثم کو اپنے پاس رکھنے کے لئے شاہینہ بیگم کی کتنی منت کی تھی اور وہ بڑے آرام سے دل نہیں ہے جانے کا کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا 2 آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر نکلے تھے اور گالوں پر لڑھک گئے تھے۔

☆☆☆

رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا اس کا زیادہ وقت کچن میں گزرتا اور باقی جو وقت بچتا وہ نماز اور تلاوت قرآن کر لیتی تھی رات دیر تک نوافل پڑھنا تو اس کا روز کا معمول تھا آج زیادہ مصروفیت اس لئے رہی تھی کہ ترمین اس کی عیدی لے کر آئی تھی اور ماں کے جانے کے بعد وہ چوڑیوں اور مہندی کو خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور اسے پتہ بھی نہیں چلا تھا کہ ڈیڑھ سالہ میثم کب سوتے سے جاگ گیا وہ آنکھیں موند کر بیٹھی تھی کہ چھناکے کی آواز پر آنکھیں

کھولی تھیں زمین پر ادھر سے ادھر چوڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس کو نہ جانے کیا ہوا تھا کہ اس نے آگے بڑھ کر میثم کو کس کر ایک تھپڑ لگایا تھا۔

"تمیز نہیں ہے تمہیں میری چوڑیاں توڑ دیں پہن نہیں سکتی تو کیا ہوا انہیں دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہو جاتی ہوں' مگر تم نکلے نا ارزم کے بیٹے' مجھے خوش کیسے دیکھ سکتے ہو"۔ میثم روتے روتے ہلکان ہو گیا تھا مگر وہ اسے چپ کروانے کی بجائے ایک اور ہی داستان اسے سنا رہی تھی جسے سمجھنے کی اس میں صلاحیت نہ تھی اور جس میں تھی وہ دروازے میں ساکت کھڑا تھا' نرل کا دکھ اور کرب میں ڈوبا لہجہ اس کے دل میں ترازو ہو گیا تھا اور وہ کمرے میں آنے کی بجائے گھر سے نکل گیا تھا وہ پشیمان تو ڈائری پڑھنے کے بعد ہی تھا مگر وہ پشیمانی آج اور بڑھ گئی تھی جس سے نکلنے کا اس نے فیصلہ کر لیا تھا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ نرل کو اس کی خوشیاں دے گا اپنی ذات کی تسکین کے لئے جو وہ اس کے پندار کو ٹھیس پہنچاتا آیا ہے اس سب کی وہ اب تلافی کرے گا۔

............☆☆☆............

اس نے صبح کے لئے ساری تیاریاں کر کے کچن صاف کیا تھا اور گھر کی لائٹس آف کرتی وہ روم میں آ گئی تھی ارزم کو جاگتے دیکھ اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا ارزم زیادہ سے زیادہ دو بجے تک سو جاتا تھا جبکہ اسے سارے کام نمٹاتے بھی تین بج گئے تھے اور ابھی اس نے صبح کے لئے کپڑے بھی استری کرنے تھے البتہ ساس کے کپڑے اس نے پہلے ہی استری کر دیے تھے تاکہ ان کی باتیں نہ سننی پڑیں۔

"اب بھی کمرے میں آنے کی کیا ضرورت تھی' تمہاری شادی مجھ سے تھوڑی' اس گھر اور گھر کے کاموں سے ہوئی ہے صبح سے شام تک جن میں لگی رہتی ہو' میری کیا پرواہ کہ انتظار کرتے کرتے تھک ہار کر سو جاؤں یا مشکل نیند کو بھگا کر رات گئے کاموں سے فراغت حاصل کر کے آنے والی بیوی کا سواگت کروں"۔ وہ بڑی حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی اس طرح کا شکوہ اس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔

"اب کیا کھڑی کھڑی میرا منہ دیکھتی رہو گی یا یہاں آ کر بیٹھو گی"۔ وہ چلتے ہوئے بیڈ کی دائیں جانب آ کر لیٹ گئی تھی۔

"صبح عید ہے' یہ تمہیں یاد ہے تو صرف اس حد تک کہ گھر کو نئے سرے سے صاف کرنا ہے' ناشتے سے لے کر کھانے میں خاص اہتمام کرنا اور سسرال سے آنے والی نندوں کا دوڑ دوڑ کے خیال کرنا ہے' عید صرف اسی لئے آتی ہے کہ تم اپنی اعلیٰ کوکنگ کے جوہر دکھاؤ"۔

"ارزم! آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں' مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا پلیز جلدی سے بتا دیں کوئی کام رہ گیا ہے تو وہ بھی کر دوں گی' ابھی مجھے کپڑے بھی استری کرنے ہیں"۔ وہ اس کی باتیں واقعی نہیں سمجھی تھی اوپر سے استری کرنے کی ٹینشن ذہن پر الگ سوار تھی۔

"تم اتنے کام کر کے تھکتی نہیں ہو......؟"

"نہیں' اپنے گھر کے کاموں سے کیا تھکنا"۔

"ٹھیک ہے مان لیا' لیکن تم مجھ سے تو تنگ آ ہی چکی ہو"۔

"آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں ارزم! میں آپ سے تنگ کیوں آؤں گی"۔

"لیکن' مجھے تو لگتا ہے کہ تم مجھ سے تنگ آ چکی ہو' تمہارے لئے گھر زیادہ اہم ہے میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے جبھی تو تم ہر وقت گھر کو سجانے سنوارنے میں لگی رہتی ہو' کبھی تم نے خود کو سجانے سنوارنے کی کوشش کی"۔ وہ آنکھیں

بچارے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ میں جھوٹ بول رہا ہوں کیا......؟"

"آپ سچ بول رہے ہیں ارزم! اگر اس سب کے لئے آپ نے ہی تو مجھے منع کیا اور میں تو آپ کی پسند کے ڈھانچے میں ڈھل گئی"۔ آنسو قطار کی صورت گالوں پر لڑھکنے لگے تھے۔

"میں اس کے لئے تم سے شرمندہ ہوں نرل! ہمیشہ میں نے زبردستی تم پر اپنی مرضی تھوپی' کبھی تمہاری خوشی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی"۔ وہ حیرانگی کی اس نہج پر جا پہنچی تھی کہ رونا بھی بھول گئی تھی اور اسے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔

"میرے گھر کی تمام خواتین' زرق برق لباس اور بھاری بھاری زیورات' ڈارک میک اپ' روٹین لائف میں کئے رہتی تھیں' یہی وجہ تھی کہ مجھے ان تمام چیزوں سے ایک چڑ سی ہو گئی تھی اور میں بچپن ہی سے بہت خود پسند اور ضدی تھا' ہمیشہ جو چاہا وہ پایا' خدا نے مردانہ وجاہت سے بھی دل کھول کر نوازا اور اسی وجہ سے اسکول کالج سے یونیورسٹی تک میں نے لوگوں کی نگاہ میں اپنے لئے ستائش دیکھی' کالج اور یونیورسٹی میں تو کتنی ہی لڑکیاں مجھ پر مرتی تھیں اور صرف میرے ایک اشارے کی منتظر تھیں میں خود پسند تو تھا مگر لوز کریکٹر نہیں تھا' اور میں چاہتا تھا کہ میری شادی جس لڑکی سے ہو وہ ان سب لڑکیوں سے مختلف ہو' کم گو' شرمیلی' باحیا' باکردار' مکمل ایک مشرقی لڑکی' جس وقت مجھے پتہ چلا کہ میرا نکاح بچپن میں ہی ہو چکا تھا تو میں نے اس لڑکی کو ضد کر کے اپنے گھر بلوایا کیونکہ میں اس کو جاننا چاہتا تھا' میں اپنی زندگی فرمانبرداری کی نظر نہیں کر سکتا تھا اور جس وقت میں نے اسے دیکھا تو مجھے لگا کہ یہ میرے لئے پرفیکٹ ہے مگر اس کی بہن اور ماں اس رشتے کے خلاف تھیں اور مجھے لگا کہ وہ ان کی باتوں میں آ کر رشتہ ختم کرنے کی بات نہ کرے' اس ڈر سے میں اس کے ساتھ رُوڈلی بی ہیو کرنے لگا اور اسے یہ باور کروایا کہ یہ رشتہ ہر حال میں قائم رہے گا اس کی خاموشی میری طاقت بن گئی' جو بات خوف سے چلی وہ مردانگی بن گئی اور میں نے اپنی خود پسند فطرت کی وجہ سے ہر جگہ ہر قدم اسے ڈی گریڈ کیا مجھے لائٹ کلرز پسند تھے اس نے ڈارک کلر پہننا چھوڑ دیے مجھے چوڑیوں کی آواز مہندی کی خوشبو بری لگتی تھی اس نے اپنی کلائیاں رنگ و بو سے محروم کر لیں مجھے بحث پسند نہیں تھی اس نے بولنا ہی چھوڑ دیا' میں ذرا سی بے ترتیبی و گندگی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور وہ دن رات کی اس مشقت میں جت گئی غرض یہ کہ میں جیسا چاہتا تھا وہ ویسی ہی بن گئی مگر اس سب میں اس کی ذات کھو کر رہ گئی تھی"۔ وہ اسے بتا رہا تھا جیسے خود اپنی اور سامنے بیٹھی لڑکی کے بجائے کسی اور کی بات داستان حیات ہو اور وہ بڑی خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"اور اس سب میں میری خطا ہے کیونکہ کسی کو اپنی پسند کے سانچے میں ڈرا دھمکا کر مجبوری کی بنیاد پر نہیں ڈھالا جاتا' میں بھی اگر پیار اور محبت کا رشتہ استوار کر کے خود کچھ اس کی پسند و ناپسند اپناتا اور کچھ پیار سے اسے اپنانے پر خوشی مجبور کر دیتا' مگر میں نے تو ایسا کچھ کیا ہی نہیں' یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کیا چاہتی ہے بس اسے اپنی مرضی پر چلاتا گیا اور جس کی وجہ سے نقصان ہم دونوں کا ہی ہوا' محبت ہو کر بھی بتا نہ سکی اور میں اس لطیف جذبے کے جنم لینے کے باوجود اس کے احساس کو پانے سے ہی محروم رہا"۔ وہ بولتے بولتے اس کے ہاتھ تھام گیا تھا۔

"خطا تو ہو چکی نرل! تمہاری اذیت محسوس کر کے بھی نہ کر سکا' تمہیں خوشیوں کی بجائے آنسو دیے مگر تم نے ایک حرف شکایت کا نہ کہا' میں ان اذیتوں کا مداوا کرنا بھی چاہوں تو نہیں کر سکتا کیونکہ گزرا وقت لوٹ کر نہیں آتا' ہاں آنے والا وقت ہمارے ہاتھ میں ہے جسے ہم بہتر بنا سکتے ہیں' میں تم سے اپنے تمام رویوں کی معافی مانگتا ہوں' پلیز اپنے ارزم کو معاف کر دو"۔ وہ کہہ رہا تھا اور نرل اس کے ہاتھوں پر ماتھا ٹکا کر خوب روئی تھی۔

''پلیز روؤ نہیں' کبھی نہیں کہا مگر آج کہہ رہا ہوں' تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں''۔ وہ اس کا سر اونچا کرتے ہوئے آنسو صاف کرنے لگا تھا اور وہ مزید رونے لگی تھی۔

''آئی لو یو نزل! میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں' اس پل سے جب تمہیں پہلی دفعہ اپنے گھر میں دیکھا تھا مگر تم سے کبھی اظہار نہیں کر سکا پھر اب تمہاری اچھائی نے مجھے مجبور کر دیا تمہارا ارزم تمہاری طرف پلٹ آیا ہے اور تم سے بہت محبت کرتا ہے''۔ وہ اس کو بغور دیکھتے ہوئے سچائی سے پر لہجے میں بول رہا تھا۔

''میں بھی آپ سے محبت کرتی ہوں ارزم! آج سے نہیں' اس وقت سے جب آپ کی تصویر پہلی دفعہ دیکھی تھی' آپ نے مجھے ہرٹ کیا ارزم' کبھی میری بات سننے مجھے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی' میں مانتی ہوں مما اور اہل ہماری شادی کے خلاف تھیں مگر میں ایسا نہیں چاہتی تھی کیونکہ میں تو صرف آپ کے لیے بنائی گئی تھی میرے تو دل کی ہر دھڑکن پر صرف آپ کا نام لکھا تھا' مگر آپ نے کبھی میری دھڑکنیں شمار کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی''۔ وہ روتے روتے پہلی دفعہ شکوہ کر رہی تھی۔

''میں تم سے شرمندہ ہوں نزل! مجھے میری ہر ایک خطا کے لئے معاف......''

''بار بار معافی کی بات کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں''۔ اس نے ارزم کی بات منقطع کی تھی۔

''یعنی کہ تم نے مجھے معاف کر دیا؟'' اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

''تھینک یو سو مچ...... مائی وائف......'' وہ شریر لہجے میں بولا تھا۔

''مگر وعدہ کریں کہ آئندہ مجھ سے سخت لہجے میں بات نہیں کریں گے''۔ وہ غم زدہ لہجے میں بولی تھی۔

''اوکے مادام' ہم ماضی کی کسی غلطی کو نہیں دہرائیں گے اور اس کا عملی ثبوت آپ کو ابھی دیئے دیتے ہیں''۔ وہ شرارت سے اس کے گال پر چٹکی لیتا بیڈ سے اترا تھا اور وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا تھا اور وہ بڑی حیرت سے سرخ اور اورنج کنٹراسٹ کا دیدہ زیب سوٹ اور اس کی میچنگ کی ہر چیز دیکھ رہی تھی۔

''ارزم!......''

''جان ارزم! کیسا لگا میرا سرپرائز......؟'' وہ شرارت سے پوچھتے ہوئے اس کی کلائیوں میں سرخ چوڑیاں چڑھانے لگا تھا۔

''میں اب کبھی نہیں چاہوں گا کہ تمہاری کلائیاں سونی ہوں اور مہندی سے رچے ہاتھ تمہارے میں ہر وقت نہیں تو خاص تہواروں اور تمہاری خوشی سے ضرور دیکھنا چاہوں گا''۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ بھی دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں تھامی کون لیتے ہوئے ڈیزائن بنانے لگی تھی اس کی زندگی کی ہر کٹھنائی آج دور ہو گئی تھی چاند رات اس کے لئے خوشی کا پیغام لے کر آئی تھی اور وہ اپنے پیا کی خوشی کے لئے اپنے ہاتھ مہندی سے رنگ رہی تھی کیونکہ چند گھنٹوں بعد سورج طلوع ہوتے ہی عید کے دن کے ساتھ اس کی نئی خوشگوار زندگی شروع ہونے والی تھی' جس میں وہ تنہا نہیں اس کی محبت اس کا ہمسفر اس کے قدم قدم پر ساتھ دینے کو اس کے ساتھ تھا' عید کا چاند ان کے ملن پر مسکراتا' تاروں کی جھرمٹ میں حیا سے بالکل ایسے ہی چھپ گیا تھا جیسے نزل حیا و شرم سے ارزم کی باہوں میں سما گئی تھی اور ارزم پیار و شرارت سے گنگنانے لگا تھا۔

''عید کا چاند افق پر جگمگایا ہے
ہمارے ملن کی نوید لے کر......''

☆☆☆